26 اپریل 1961

ازعدالت الاعظمیٰ

رنگیلال چودھری

بنام

داہوساؤاور دیگران

(پی بی گجیندر گڈکر، کے این وانچو، کے سی داس گپتا اور ٹی ایل ویکٹا راما ائیر، جسٹسز)

چناؤ۔ کاغذات نامزدگی میں نقص۔ اگر کافی نوعیت کا ہو۔عوامی نمائندگی ایکٹ، 1951 (نمبر LXIII آف 1951) دفعہ 33، ذیلی دفعہ (4)۔

اپیل کنندہ کو دھنباد حلقے سے ضمنی انتخاب میں بہار قانون ساز اسمبلی کے رکن کے طور پر اکثریت سے منتخب کیا گیا تھا جبکہ مدعا علیہ کے کاغذات نامزدگی کو ریٹرننگ آفیسر نے اس بنیاد پر مسترد کر دیا تھا کہ مدعا علیہ کے تجویز کنندہ نے اسے بہار سے انتخاب کے لیے نامزد کیا تھا نہ کہ دھنباد اسمبلی حلقے سے کیونکہ کاغذات نامزدگی میں اس نے لفظ" دھنباد" کے بجائے الفاظ "اسمبلی حلقے" سے پہلے لفظ" بہار" لکھا تھا۔ یہ عیب کاغذات نامزدگی کی ہندی طباعت شدہ شکل میں ایک غلطی کی وجہ سے پیدا ہوا جو قواعد کے ذریعہ مقرر کردہ فارم سے بالکل مطابقت نہیں رکھتا تھا۔ مدعا علیہ کی طرف سے ایک انتخابی درخواست میں الیکشن ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ ان کا کاغذات نامزدگی صحیح طور پر مسترد کیا گیا تھا لیکن اپیل پر ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ اسے نامناسب طور پر مسترد کر دیا گیا تھا۔ خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل پر۔

مانا گیا کہ فارم کی پرنٹنگ میں ہونے والی غلطی کے پیش نظر اور اس حقیقت کے پیش نظر کہ جس حلقے کے لیے انتخابات ہو رہے تھے اس کا نام پہلے سے ہی سرخی میں تھا، فارم کو پر کرنے میں خرابی جس کے نتیجے میں تجویز کنندہ نے لفظ" دھنباد" کے بجائے لفظ" بہار" ڈال دیا جس کی وجہ سے وہ کافی اہمیت کا حامل نہیں

تھا جیسا کہ عوامی نمائندگی ایکٹ 1951 کی دفعہ 33 کے تحت تصور کیا گیا ہے۔

مزید کہا گیا کہ کالم نمبر 2 اور 5 کو مناسب طریقے سے نہ بھرنے کی وجہ سے پیدا ہونے والا نقص خاطر خواہ نہیں تھا کیونکہ ریٹرننگ آفیسر کو یہ جانچنے میں کوئی دشواری نہیں تھی کہ تجویز کنندہ اور امیدوار انتخابی فہرست میں ووٹر ہیں۔

کرنیل سنگھ بنام الیکشن ٹریبونل، حصار، (1954) 10 ای ایل آر 189، پر بھروسہ کیا۔

دیوانی اپیل کا دائرہ اختیار : 1961 کی دیوانی اپیل نمبر 20۔

1959 کی انتخابی اپیل نمبر 4 میں پٹنہ ہائی کورٹ کے 25 مارچ 1960 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے این سی چٹرجی، ڈی پی سنگھ، ایم کے راما مورتی، آر کے گرگ اور ایس سی اگروال۔

ڈی گوبردھن، مدعا علیہ نمبر 1 کے لیے۔

26 اپریل 1961 عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا۔

جسٹس وانچو– یہ ایک انتخابی معاملے میں پٹنہ ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف خصوصی اجازت کی اپیل ہے۔ موجودہ مقاصد کے لیے ضروری مختصر حقائق یہ ہیں۔ دھنباد حلقے سے بہار قانون ساز اسمبلی میں ایک خالی جگہ کو پر کرنے کے لیے 21 اور 22 دسمبر 1958 کو ضمنی انتخابات ہوئے۔ اس کے لیے نامزدگی کے کاغذات 8 نومبر 1958 کو یا اس سے پہلے داخل کیے جانے تھے۔ اس تاریخ کو یا اس سے پہلے بڑی تعداد میں افراد نے اپنے کاغذات نامزدگی داخل کیے اور ان میں اپیل کنندہ رنگلال چودھری اور مدعا علیہ داہو ساؤ شامل تھے۔ موجودہ اپیل میں ہمارا تعلق صرف ان دونوں سے ہے۔ جواب دہندہ کا

کاغذات نامزدگی ریٹرننگ افسر نے جانچ پڑتال کے بعد 11 نومبر 1958 کو مسترد کر دیا تھا۔ضمنی انتخاب باضابطہ طور پر ہوا اور اپیل کنندہ کو ووٹوں کی اکثریت سے منتخب قرار دیا گیا۔اس کے بعد مدعا علیہ نے بڑی تعداد میں بنیادوں پر اپیل کنندہ کے انتخاب کو چیلنج کرتے ہوئے انتخابی درخواست دائر کی۔

موجودہ اپیل میں ہمیں صرف ایک بنیاد پر تشویش ہے کہ مدعا علیہ کا کاغذات نامزدگی نامناسب طور پر مسترد کر دیا گیا تھا۔اس سلسلے میں اپیل کنندہ کی دلیل یہ تھی کہ کاغذات نامزدگی کو صحیح طریقے سے مسترد کر دیا گیا تھا۔الیکشن ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ کاغذات نامزدگی کو صحیح طور پر مسترد کر دیا گیا اور اس کے بعد درخواست کو مسترد کر دیا گیا۔مدعا علیہ ہائی کورٹ میں اپیل میں گیا، اور اپیل میں زور دیا گیا بنیادی نقطہ یہ تھا کہ الیکشن ٹریبونل نے یہ فیصلہ دینا غلط تھا کہ مدعا علیہ کی نامزدگی کو صحیح طور پر مسترد کر دیا گیا تھا۔ہائی کورٹ نے مدعا علیہ کی اس دلیل سے اتفاق کیا کہ اس کا کاغذات نامزدگی نامناسب طور پر مسترد کر دیا گیا تھا اور اس لیے اپیل کی اجازت دی اور اپیل گزار کے انتخاب کو کالعدم قرار دے دیا۔اپیل کنندہ کی اس عدالت میں اپیل کرنے کی اجازت کی درخواست ہائی کورٹ کی طرف سے مسترد ہونے کے بعد، اس نے اس عدالت سے خصوصی اجازت کے لیے درخواست دی اور حاصل کی؛ اور اس طرح یہ معاملہ ہمارے سامنے آیا ہے۔

جس واحد بنیاد پر ریٹرننگ افسر نے کاغذات نامزدگی مسترد کیے تھے وہ یہ تھا کہ پروپوزر نے بہار سے انتخاب کے لیے امیدوار کو نامزد کیا تھا نہ کہ دھنباد اسمبلی حلقہ سے۔نامزدگی حکومت کی طرف سے اس مقصد کے لیے چھپی ہوئی ہندی شکل پر کی گئی تھی۔بدقسمتی سے، طباعت شدہ فارم عوامی نمائندگی ایکٹ، نمبر 1951 کے LXIII، کے تحت بنائے گئے قواعد میں ہندی طباعت شدہ فارم کے بالکل مطابق نہیں تھا۔ (جسے بعد میں ایکٹ کہا جاتا ہے)۔قواعد میں نمونے کے طباعت شدہ فارم میں سرخی کے لیے اس ریاست کا نام جس میں انتخابات ہوتے ہیں، وہاں خالی جگہ پر بھرنا ضروری ہے؛ لیکن مدعا علیہ کو فراہم کردہ طباعت شدہ فارم میں ریاست کا نام پہلے ہی سرخی میں چھپا ہوا تھا اور اس لیے خالی جگہ کو حلقے کے نام سے پر کرنا پڑا۔اس لیے امیدوار نے عنوان میں خالی جگہ میں حلقے کا نام پر کیا۔اس کے بعد تجویز کنندہ فارم کے اگلے حصے میں بھرتا ہے جس میں پانچ کالم ہوتے ہیں، مرکزی حصے کے بعد جس میں کہا گیا ہے کہ تجویز کنندہ اس طرح اور اس طرح کے حلقے کے لیے نامزد کرتا ہے۔اس مرکزی حصے میں امیدوار کا نام اور حلقے کا نام تجویز کنندہ کو پر کرنا ہوتا ہے۔جس خاص فارم سے اب ہمارا تعلق ہے، اس میں امیدوار کا نام صحیح طریقے سے پر کیا گیا تھا لیکن تجویز کنندہ نے حلقے کا نام دھنباد رکھنے کے بجائے وہاں بہار کا نام ڈال دیا۔لہذا تجویز کو

اس طرح پڑھا گیا جیسے امیدوار کو بہار اسمبلی حلقہ کے لیے نامزد کیا جا رہا ہو۔ ریٹرننگ افسر کے سامنے صرف یہ اعتراض اٹھایا گیا کہ تجویز کنندہ نے اس حلقے کا ذکر نہیں کیا تھا جس کے لیے وہ انتخاب کے لیے امیدوار کی تجویز کر رہا تھا اور اس لیے نامزدگی فارم ناقص تھا اور اسے مسترد کر دیا جانا چاہیے۔ اس بات کو ریٹرننگ آفیسر کی حمایت حاصل ہوئی، جس نے کاغذات نامزدگی کو مسترد کر دیا جیسا کہ پہلے ہی کہا جا چکا ہے، اس بنیاد پر کہ تجویز کنندہ نے بہار اسمبلی حلقہ کے انتخاب کے لیے امیدوار کو نامزد کیا تھا نہ کہ دھنباد اسمبلی حلقہ کے لیے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ کسی کا معاملہ نہیں ہے کہ بہار اسمبلی حلقہ جیسا کوئی حلقہ ہے۔ یہ بھی ذکر کیا جا سکتا ہے کہ یہ ایک ضمنی انتخاب تھا نہ کہ عام انتخاب؛ اور اس سوال پر کہ آیا کاغذات نامزدگی کو صحیح طریقے سے مسترد کیا گیا تھا، اس پس منظر میں غور کرنا ہوگا۔

اب ایکٹ کے دفعہ 33(1) کے مطابق مقررہ فارم میں مکمل کیا گیا اور امیدوار اور حلقے کے ووٹر کے ذریعہ بطور تجویز کنندہ دستخط شدہ کاغذات نامزدگی نامزدگی کے لیے مقرر کردہ تاریخ کو یا اس سے پہلے داخل کیا جائے گا۔ دفعہ 33(4) میں کہا گیا ہے کہ کاغذات نامزدگی پیش کرنے پر ریٹرننگ آفیسر خود کو مطمئن کرے گا کہ امیدوار اور اس کے تجویز کنندہ کے نام اور انتخابی رول نمبر جیسا کہ کاغذات نامزدگی میں درج کیے گئے ہیں وہی ہیں جو انتخابی فہرست میں درج کیے گئے ہیں؛ بشرطیکہ ریٹرننگ آفیسر کاغذات نامزدگی میں مذکورہ ناموں یا نمبروں کے حوالے سے کسی بھی علمی یا تکنیکی غلطی کو درست کرنے کی اجازت دے تاکہ انہیں انتخابی فہرست میں متعلقہ اندراجات کے مطابق بنایا جا سکے؛ اور جہاں ضروری ہو، ہدایت کرے کہ مذکورہ اندراجات میں کسی بھی علمی یا پرنٹنگ کی غلطی کو نظر انداز کیا جائے۔ دفعہ 36 پھر کاغذات نامزدگی کی جانچ پڑتال کے لیے تجویز کرتی ہے اور اس کی ذیلی دفعہ (2)(بی) میں کہا گیا ہے کہ اگر دفعہ 33 کی کسی بھی شق کی تعمیل کرنے میں ناکامی ہوئی ہے تو کاغذات نامزدگی کو مسترد کر دیا جائے گا۔ لیکن ذیلی دفعہ (4) میں کہا گیا ہے کہ ریٹرننگ آفیسر کسی بھی نقص کی بنیاد پر کسی بھی کاغذات نامزدگی کو مسترد نہیں کرے گا جس کی نوعیت خاطر خواہ نہ ہو۔ ان دفعات کا نتیجہ یہ ہے کہ تجویز کنندہ اور امیدوار سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ مقررہ فارم کے مطابق ہر لحاظ سے مکمل کاغذات نامزدگی داخل کریں۔ لیکن یہاں تک کہ اگر ناموں یا انتخابی فہرست کے نمبروں کے حوالے سے کاغذات نامزدگی میں کوئی خامی ہو، تو یہ ریٹرننگ آفیسر کا فرض ہے کہ وہ ان کے بارے میں کاغذات نامزدگی پیش کرتے وقت خود کو مطمئن کرے اور اگر ضروری ہو تو انہیں درست کرنے کی اجازت دے تاکہ انہیں انتخابی فہرست میں متعلقہ اندراجات کے مطابق لایا جا سکے۔ اس کے بعد جانچ پڑتال پر ریٹرننگ آفیسر کے پاس دفعہ 33 کی کسی بھی شق کی تعمیل کرنے میں ناکامی کی بنیاد

پر کاغذات نامزدگی کو مسترد کرنے کا اختیار ہوتا ہے، تاہم اس بات کے تابع کہ کوئی بھی کاغذات نامزدگی کسی ایسی خامی کی بنیاد پر مسترد نہیں کیا جائے گا جو کافی نوعیت کا نہ ہو۔

ہائی کورٹ میں مرکزی تنازعہ اس سوال پر مرکوز تھا کہ آیا اس معاملے میں وہ نقص جس کی بنیاد پر ریٹرننگ آفیسر نے کاغذات نامزدگی کو مسترد کیا تھا، کافی نوعیت کا تھا یا نہیں۔ عام طور پر اگر کاغذات نامزدگی اس حلقے کے نام کا بالکل بھی انکشاف نہیں کرتا ہے جس کے لیے نامزدگی کی گئی ہے، تو یہ نقص کافی اہمیت کا حامل ہوگا، کیونکہ اس کے بعد اس حلقے کو جاننے کا کوئی طریقہ نہیں ہوگا جس کے لیے امیدوار کو نامزد کیا جا رہا ہے۔ لیکن ایسے معاملات ہو سکتے ہیں جہاں نامزدگی فارم اس حلقے کو دکھاتا ہے جس کے لیے نامزدگی کی جا رہی ہے حالانکہ فارم کو پر کرنے میں کچھ خرابی ہو سکتی ہے۔ ایسی صورت میں ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اگر نامزدگی فارم اس حلقے کا انکشاف کرتا ہے جس کے لیے نامزدگی کی جا رہی ہے حالانکہ اس سلسلے میں فارم کو مناسب طریقے سے نہیں بھرا گیا ہے، تو فارم کو پر کرنے میں خرابی کافی نہیں ہوگی۔ یہ سچ ہے کہ اس معاملے میں تجویز کنندہ کی طرف سے خالی جگہ کو پر کرنے میں ایک نقص تھا کیونکہ اس نے لفظ" دھنباد" کے بجائے" اسمبلی حلقہ" کے الفاظ سے پہلے لفظ" بہار" لکھا تھا، جو اسے کرنا چاہیے تھا؛ اور اگر فارم میں اس حلقے کو ظاہر کرنے کے لیے کچھ اور نہ ہوتا جس کے لیے نامزدگی کی جا رہی تھی تو نامزدگی فارم میں کافی خرابی ہوتی جو ریٹرننگ آفیسر کو مسترد کرنے کا جواز پیش کرتی۔ لیکن موجودہ کیس کے حالات کافی عجیب ہیں۔ ہم پہلے ہی ذکر کر چکے ہیں کہ اس معاملے میں استعمال ہونے والی طباعت شدہ ہندی شکل نے سرخی کو غلط طریقے سے چھاپا کیونکہ سرخی قواعد کے تحت مقرر کردہ سرخی کے مطابق نہیں تھی۔ قواعد میں نمونے کے فارم میں، خالی جگہ اس ریاست کے لیے ہے جس میں انتخابات ہو رہے ہیں؛ لیکن اس معاملے میں سرخی پرنٹ کرنے میں غلطی کی وجہ سے، خالی جگہ کو صرف حلقے کے نام سے پر کیا جا سکتا تھا، اور یہی کیا گیا تھا۔ یہ نام بظاہر خود امیدوار نے پر کیا تھا نہ کہ تجویز کنندہ نے۔ لیکن یکساں طور پر واضح طور پر حلقے کا نام وہاں تھا جب پروپوزر اپنی باری میں فارم کے اس حصے کو پر کرنے آیا جسے اسے پر کرنا تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ تجویز کنندہ کو اس طرح گمراہ کیا گیا، کیونکہ حلقے کا نام پہلے ہی سرخی میں موجود تھا، تاکہ وہ اپنی تجویز میں دوسری خالی جگہ میں حلقے کی نشاندہی کرنے کے لیے" دھنباد" لفظ کے بجائے" بہار" لفظ لکھیں۔ یہ بلاشبہ تجویز کنندہ کے ذریعے پر کیے گئے فارم میں ایک نقص تھا۔ تاہم سوال یہ ہے کہ کیا ان حالات میں اسے ایک ٹھوس کردار کا نقص کہا جا سکتا ہے جو کاغذات نامزدگی کو مسترد کرنے کا جواز پیش کرے گا۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ یہ نقص جزوی طور پر ہندی فارم کی پرنٹنگ میں غلطی کی وجہ سے ظاہر ہوا جو اس ضمنی انتخاب میں نامزدگی کے مقاصد کے لیے امیدواروں کو

فراہم کیا گیا تھا۔ تاہم فارم جیسا کہ رکھا گیا ہے واضح طور پر اس مخصوص اسمبلی حلقے کے عنوان میں ظاہر ہوتا ہے جس کے لیے انتخابات ہو رہے تھے۔ پھر اس حصے کے بعد آتا ہے جسے تجویز کنندہ کو پر کرنا ہوتا ہے اور وہاں تجویز کنندہ نے حلقے سے متعلق خالی جگہ میں لفظ" دھنباد" کے بجائے لفظ" بہار" کو پر کرنے میں غلطی کی۔ تاہم اس بات پر غور کرتے ہوئے کہ حلقے کا نام پہلے سے ہی عنوان میں موجود تھا، ہماری رائے میں اس معاملے کے حالات میں یہ کہنا نامناسب نہیں ہوگا کہ تجویز کنندہ حلقے کے لیے امیدوار کو نامزد کر رہا تھا جس کا عنوان میں پہلے ہی ذکر کیا گیا تھا۔ لہذا ہمیں ایسا لگتا ہے کہ فارم کی پرنٹنگ میں ہونے والی غلطی کے پیش نظر اور اس حقیقت کے پیش نظر کہ جس حلقے کے لیے انتخابات ہو رہے تھے اس کا نام پہلے ہی سرخی میں تھا، پروپوزر کی غلطی لفظ" دھنباد" کے بجائے" بہار" لفظ ڈالنے میں تھی، جس کے نتیجے میں فارم کو پر کرنے میں خرابی واقع ہوئی تھی اور یہ کہ اس معاملے میں فارم پر بالکل واضح تھا کہ نامزدگی دھنباد اسمبلی حلقے کے لیے تھی۔ ایسا لگتا ہے کہ ریٹرننگ آفیسر نے اس معاملے میں عنوان میں حلقے کے نام کو کوئی اہمیت نہیں دی ہے اور ایسا لگتا ہے کہ اس نے اس حقیقت کو بھی نظر انداز کر دیا ہے کہ یہ ایک حلقے کا ضمنی انتخاب تھا، جب وہ اس نقص پر غور کرنے آئے جو بلا شبہ کاغذات نامزدگی میں اس سلسلے میں موجود تھا۔ لہذا ہم ہائی کورٹ سے اتفاق کرتے ہیں کہ حکومت کی طرف سے ہندی نامزدگی فارم کو پرنٹ کرنے میں غلطی کی وجہ سے پیدا ہونے والے عجیب و غریب حالات میں، اس معاملے میں جو نقص پیش آیا ہے وہ خاطر خواہ نوعیت کا نہیں ہے اور یہ بالکل واضح تھا کہ کاغذات نامزدگی دھنباد اسمبلی حلقہ کے لیے تھا اور اس کے نتیجے میں ریٹرننگ آفیسر نے اسے غلط طریقے سے مسترد کر دیا تھا۔

جیسا کہ ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں، یہ واحد بنیاد تھی جس پر ریٹرننگ آفیسر کے سامنے کاغذات نامزدگی کو نقص دار قرار دیتے ہوئے چیلنج کیا گیا تھا۔ لیکن الیکشن ٹریبونل کے سامنے اپیل کنندہ نے یہ بھی دلیل دی کہ کاغذات نامزدگی نقص دار تھا کیونکہ تجویز کنندہ کے ذریعے پر کیے جانے والے حصے کے کالم 2 اور 5 کو مناسب طریقے سے نہیں بھرا گیا تھا اور وہ نقص دار تھے۔ اور اس بات پر زور دیا گیا کہ وہاں موجود نقص کافی تھا اور اس لیے چاہے ریٹرننگ آفیسر کی طرف سے دیے گئے کاغذات نامزدگی کو مسترد کرنے کی وجہ کافی نہ ہو، یہ نقائص کافی تھے اور ان نقائص کی بنیاد پر مسترد ہونے کو برقرار رکھا جانا چاہیے۔ کالم 2 میں تجویز کنندہ کے انتخابی رول نمبر اور امیدوار کے کالم 5 کو پر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مزید فارم کالم 2 اور 5 میں دی گئی ہدایات کے مطابق حلقے کا نام، انتخابی فہرست کا حصہ اور اس حصے میں سیریل نمبر ہونا چاہیے۔ اس شق کا مقصد یہ ہے کہ ریٹرننگ آفیسر آسانی سے یہ چیک کرنے کے قابل ہو کہ تجویز کنندہ اور امیدوار انتخابی

فہرست میں ووٹر ہیں۔ موجودہ معاملے میں کالم 2 اور 5 میں صرف سیریل نمبر اور ہاؤس نمبر کا ذکر کیا گیا ہے نہ کہ حلقے کا نام اور حصے کا نمبر۔ بلا شبہ اس لیے ان دونوں کالموں میں ایک نقص تھا۔ بظاہر حلقہ ایک ہی تھا، یعنی۔ , دھنباد، جیسا کہ کالم 4 میں دیے گئے پتے سے ظاہر ہوگا، کوئی حصہ نمبر نہیں دیا جا سکا کیونکہ اس مخصوص معاملے میں انتخابی فہرست کو حصوں کے لحاظ سے نمبر نہیں دیا گیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا ان حالات میں اس نقص کو ٹھوس کردار کا نقص کہا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں ہم ایکٹ کی دفعہ 33(4) کی دفعات کو نظر انداز نہیں کر سکتے، جو ریٹرننگ آفیسر پر یہ فرض عائد کرتا ہے کہ وہ خود کو مطمئن کرے کہ امیدوار اور اس کے تجویز کنندہ کے نام اور انتخابی رول نمبر جیسا کہ کاغذات نامزدگی میں درج ہیں وہی ہیں جو انتخابی فہرست میں درج کیے گئے ہیں اور اسے اس سلسلے میں کسی بھی نقص کو دور کرنے کی اجازت دینے کا اختیار دیتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ریٹرننگ آفیسر نے اس نقص کو فارم میں نوٹ نہیں کیا ہے کیونکہ اگر اس نے ایسا کیا ہوتا تو وہ پروپوزر کو اصلاحات کرنے کا موقع فراہم کرتا۔ یہ سچ ہے کہ ریٹرننگ آفیسر کی طرف سے اصلاح کا یہ موقع دینے میں ناکامی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس نقص کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے، اگر یہ کافی اہمیت کا حامل ہے۔ لیکن جس مقصد کے لیے انتخابی فہرست کے نمبر دیے گئے ہیں، اس پر غور کرتے ہوئے ایسا لگتا ہے کہ ریٹرننگ آفیسر کو یہ چیک کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی کہ تجویز کنندہ کے ساتھ ساتھ امیدوار بھی انتخابی فہرست میں ووٹر تھا۔ اس سلسلے میں ہائی کورٹ نے مدعا علیہ کے ثبوت کا حوالہ دیا جس نے کہا کہ جب اس کا کاغذات نامزدگی جانچ پڑتال کے لیے لیا گیا تو ریٹرننگ آفیسر نے کاغذات نامزدگی میں موجود ناموں کا موازنہ انتخابی فہرست میں موجود ناموں سے کیا۔ اس لیے ایسا لگتا ہے کہ اس معاملے میں ریٹرننگ آفیسر کو انتخابی فہرست میں تجویز کنندہ اور امیدوار کے ناموں کا پتہ لگانے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی اور اسی وجہ سے کالم 2 اور 5 میں موجود نقص پر اس کے سامنے کوئی اعتراض نہیں اٹھایا گیا۔ ان حالات میں یہ فرض کیا جانا چاہیے کہ نقص غیر معقول نوعیت کا تھا اور اس کے نتیجے میں کاغذات نامزدگی مسترد نہیں ہوگا۔ ہم اس سلسلے میں کرنیل سنگھ بمقابلہ الیکشن ٹریبونل، حصار اور دیگر کا حوالہ دے سکتے ہیں، جہاں اس عدالت نے مشاہدہ کیا کہ شواہد پر یہ بالکل واضح تھا کہ امیدوار کی شناخت میں کوئی دشواری نہیں تھی اور امیدوار نے خود ریٹرننگ آفیسر کو انتخابی فہرست میں اپنا نام بتایا۔ اس لیے کالم 2 اور 5 میں نقائص سر کم موقف میں تھے جنہیں تکنیکی سمجھا جاتا تھا نہ کہ ٹھوس نوعیت کا۔ ہماری رائے میں اس کیس کا اصول موجودہ کیس پر بھی لاگو ہوتا ہے، کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ریٹرننگ آفیسر کو تجویز کنندہ کے ساتھ ساتھ امیدوار کی شناخت کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی اور درحقیقت ثبوت یہ ہے کہ امیدوار نے خود انتخابی فہرست میں اس جگہ کی طرف

اشارہ کیا جہاں اس کا نام درج کیا گیا تھا۔اس لیے ہم ہائی کورٹ سے اتفاق کرتے ہیں کہ اس معاملے کے دائرہ کار میں کالم 2 اور 5 میں نقائص غیر معقول نوعیت کے تھے اور کاغذات نامزدگی کو مسترد کرنے کو اس مزید بنیاد پر برقرار نہیں رکھا جاسکتا، جس پر ریٹرننگ آفیسر کے سامنے بھی زور نہیں دیا گیا تھا۔

اس لیے ہم اپیل کو مسترد کرتے ہیں۔ان حالات میں ہم اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں دیتے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2024.05.09 16:07
I am the author of this document